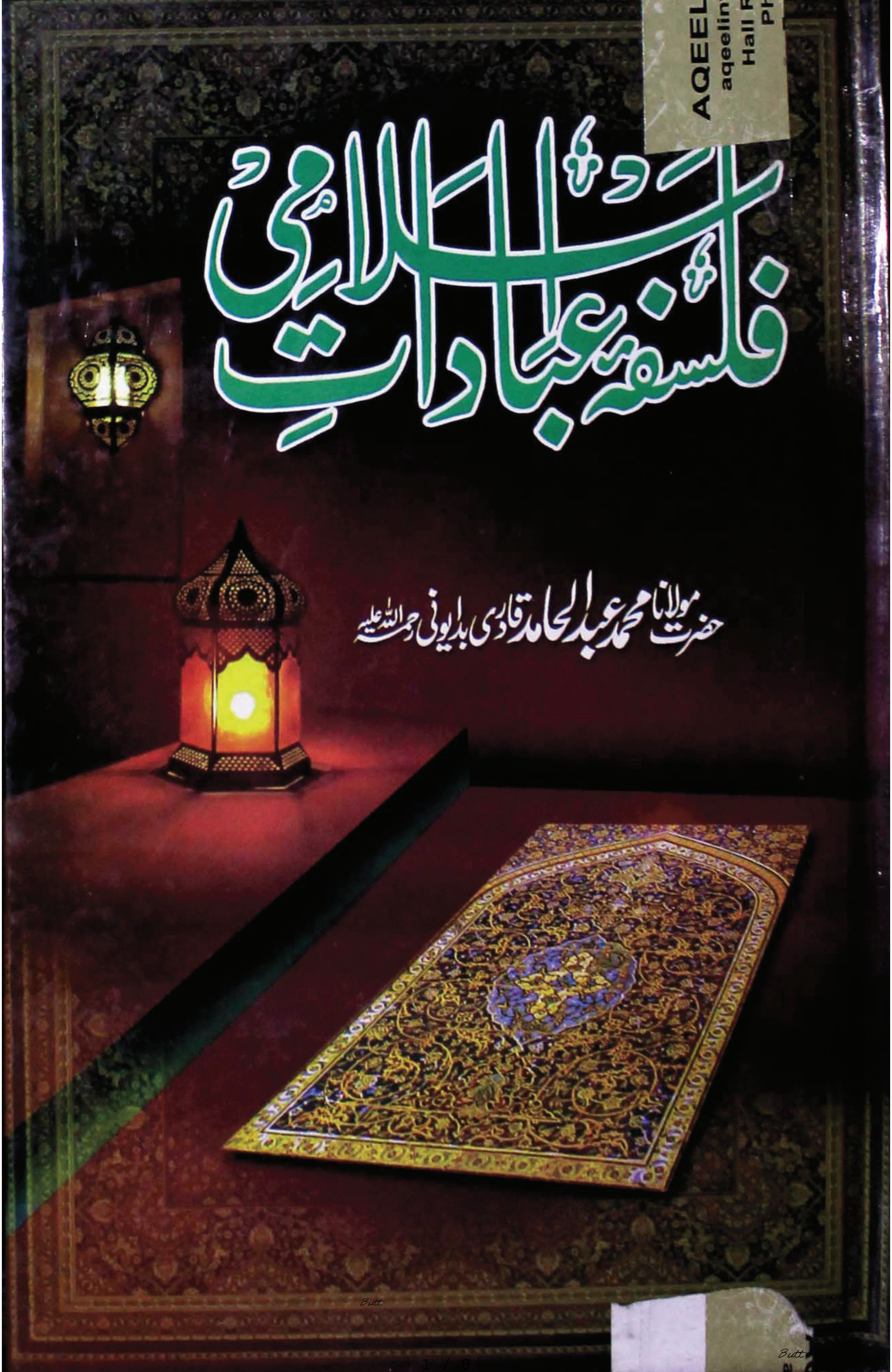


فلسفۂ عباداتِ اسلامی

حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

فلسفۂ عباداتِ اسلامی

حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ پاکستان شناسی لاہور

کتاب : فلسفۂ عباداتِ اسلامی

مصنف : مولانا محمد عبدالحامد بدایونی

پہلی و دوسری طباعت : مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

طبع جدید : ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ/فروری ۲۰۱۰ء

ضخامت : ۱۱۶ صفحات

تعداد : گیارہ سو

مطبع : اصغر پرنٹنگ پریس، لاہور

ناشر : ادارۂ پاکستان شناسی، ۲۴/۲ سوڈھیوال کالونی، ملتان روڈ، لاہور ۵۴۵۰۰

فون: ۴۰۰۵۹۵۲-۰۳۲۲، ۷۴۱۴۸۶۲-۰۴۲

قیمت : ۱۲۰ (ایک صد بیس روپے)

ڈسٹری بیوٹرز

خان بک کمپنی، ۳-کورٹ اسٹریٹ، لوئر مال، لاہور فون: ۷۳۲۵۴۶۳-۰۴۲

اورینٹل پبلی کیشنز، ۳۵-رائل پارک، لاہور فون: ۶۳۶۳۰۰۹-۰۴۲

بیکن بکس، گلگشت، ملتان فون: ۶۵۲۰۷۹۱، ۶۵۲۰۷۹۰-۰۶۱

دارالعلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، دستگیر بلاک نمبر ۱۵، کراچی فون: ۶۳۲۴۴۳۶-۰۲۱

ناشر کے قلم سے

ولادت، ابتدائی زندگی

مملکت خداداد پاکستان کے قیام میں جن علمائے اسلام کی خدمات بہت نمایاں ہیں ان میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کا نام بے حد درخشاں نظر آتا ہے۔ آپ ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۸ھ میں بدایوں (یو-پی) بھارت میں مولانا عبدالقیوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی ریل کے حادثے میں شہید ہوگئے تھے[1] اس لیے ان کی پرورش ان کے بردار بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی (م-۱۹۳۱ء) نے کی جو خود ایک بے مثال خطیب تھے۔ مولانا بدایونی نے مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے سندِ فراغت حاصل کی اور مولانا شاہ مطیع الرسول اور مولانا عبدالمقتدر بدایونی رحمہ اللہ علیہم سے خلافت پائی۔ دس سال تک اِسی جامعہ شمس العلوم میں مدرس و مفتی کے فرائض انجام دیے۔

سیاسی زندگی کی ایک جھلک

سیاسی زندگی کا آغاز تحریکِ خلافت و ترکِ موالات[2] اور تحریک فلسطین سے کیا۔ ۱۹۱۸ء میں

---

[1] میرزا داغ دہلوی کے تلمیذ رشید جناب حسن رضا خاں حسن بریلوی نے یہ قطعہ تاریخ وفات میں کہا۔

عالم کامل، طبیب نامدار — عبدِ قیوم آں وحید روزگار
از شہادت، منصب اعلیٰ گرفت — روح پاکش رافت در دارالقرار
ماتمی از فوت او اہل جہاں — نوحہ خواں اندر فراقش روزگار
تابکے ایں گریہ نالہ تابکے — تابکے باشی حسن تو اشک بار
صبر کن، تاریخِ رحلت خوش نویس — شد بجنت عالم عالی وقار
۱۸ ھ ۱۳

[2] یہاں اس بات کا دھیان رہے کہ ترکِ موالات کے سلسلہ میں قرارداد خلافت کانفرنس، مسلم لیگ اور آل انڈیا نیشنل کانگریس کے خصوصی اجلاس منعقدہ کلکتہ میں ۶ ر ستمبر ۱۹۲۰ء میں جمعیت علماء ہند نے منظور کی۔ محرک مولانا ابوالکلام آزاد اور موید مولانا عبدالصمد مقتدری بدایونی تھے۔ ترک موالات ہندوستان پاکستان کی آزادی کے سلسلہ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ترک موالات یقیناً ۱۹۲۰ء کا ایک ملی مسئلہ تھا۔ 'متفقہ فتوے علماءِ ہند' طبع میرٹھ کے صفحہ ۱۵ پر مولانا بدایونی کے دستخط ثبت ہیں۔

کام ابھی تک نہیں ہوا،[1] نیز ہمارے مورخین نے تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں مولانا بدایونی اور ان کے رفقاء کے کام کا صحیح جائزہ نہیں لیا، تاہم خواجہ رضی حیدر، سابق ڈپٹی ڈائریکٹر، قائداعظم اکیڈمی کراچی پاکستان نے مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریکِ پاکستان کے عنوان سے اس کا ایک جائزہ پیش کیا ہے۔[2] مذکورہ احوال کے پیشِ نظر ہی نامور محقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم نے اسے ایک عجیب حادثہ قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ جہادِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والوں اور علمی محاذ پر نبرد آزمائی کرنے والوں کو یکسر فراموش کر دیا گیا۔

ختم نبوت کی تحریک کے درخشندہ ستارے

حضرت بدایونی ایک سچے عاشق رسول تھے۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت بھی تھا۔ چنانچہ آپ وہ پہلے عالم دین ہیں جنہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سالانہ اجلاس ۳۰؍ جولائی ۱۹۴۴ء منعقدہ لاہور میں مرزائیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرانے کی ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا۔ یہ بات کونسل کے ایجنڈے میں درج کر لی گئی، جب قادیانی اُمت کو اخبارات کے ذریعے اس قرارداد کا علم ہوا تو ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' لاہور کے جنرل سیکرٹری (ڈاکٹر شیخ) محمد عبداللہ نے قبل از مرگ واویلا کے مصداق، مولانا بدایونی علیہ الرحمہ کے خلاف ایک سولہ ورقی پمفلٹ ''ممبران آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی خدمت میں ضروری گذارش'' کے عنوان سے علمی پریس میں چھپوا کر احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔ اس کتابچہ میں اصل قرارداد کا متن بھی شامل ہے، جو درج ذیل ہے۔

حضرات! لیگ کے آیندہ اجلاس کا جو ایجنڈا اخبارات میں شائع ہوا ہے اس میں یہ ایک نہایت اہم قرارداد مولٰنا عبدالحامد صاحب بدایونی کی طرف سے درج ہے کہ:-

''چونکہ دنیائے اسلام اور ہر طبقہ وخیال کے مقتدر علمانے متفقہ طور پر

---

[1] ایچ-بی-خان: 'برصغیر پاک وہند کی سیاست میں علماء کا کردار (بیسویں صدی میں ۱۹۴۰ء تک)'۔ قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، اسلام آباد۔ طبع اول ۱۹۸۵ء: مقدمہ صفحہ ل

[2] تفصیلات کے لیے دیکھیے: 'تحریکِ پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے کردار کی ایک جھلک'، مرتب ظہور الدین خاں امرتسری، ادارۂ پاکستان شناسی، لاہور ۲۰۰۵ء

فیصلہ کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرو کار (پیرو) دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہٰذا انہیں مسلم لیگ کے دائرے میں شرکت کی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اب قادیانیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت یا عدم شمولیت کے متعلق بعض حلقوں میں بڑا چرچا ہے اس لیے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس قرار دیتا ہے کہ علماء اسلام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق (کے احترام میں) کوئی قادیانی مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوسکتا۔"

۲۰ جولائی ۱۹۴۴ء کے روز نامہ "زمیندار" نے بھی مذکورہ قرارداد کو بڑی اہمیت دی اور اسے "قادیانیوں کے اخراج سے متعلق قرارداد" کے جلی عنوان سے شائع کیا۔ "کاروانِ احرار" کے مرتب جانباز مرزا جلد ششم (طبع اوّل، لاہور ۱۹۸۲ء) میں رقمطراز ہیں کہ جب مولانا عبدالحامد صاحب نے اپنی قرارداد پیش کی، تو مسٹر جناح نے اس پر بحث کی اجازت نہ دی۔ شائع شدہ ایجنڈا میں مرزائیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرنے کا ذکر کیا گیا، مگر جب وقت آیا تو مسٹر جناح کی آواز لیگ کے اندر اور باہر سب علماء کی آواز سے زیادہ کارگر نکلی۔

آگے چل کر مرزا صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ اس قرارداد کے پیش نہ ہونے پر روز نامہ "زمیندار" نے اپنی ۱۱ رشعبان ۱۳۶۳ھ (۳۱ جولائی ۱۹۴۴ء) کی اشاعت میں پریس نوٹ لکھا۔ عنوان تھا:

"مسلم لیگ اور قادیانی"

"مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی وہ قرارداد پیش نہ ہو سکی جس کے ذریعے سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ قادیانی چونکہ خارج از اسلام ہیں، لہٰذا انہیں مسلم لیگ کی رکنیت سے نکال دیا جائے۔ یہ قرارداد اپنی اہمیت کے اعتبار سے فوری توجہ کی مستحق تھی۔ لیکن بدقسمتی سے جدید تعلیم کے دلدادہ قادیانی اور اسلامی اختلافات کو شیعہ سنی مناقشت کی طرح محض فرعی مسئلہ سمجھ رہے ہیں۔ اس لیے وہ صحیح اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص مرزائی نہیں ہوسکتا جب تک وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر قرار نہ

دے لے اور یہ قادیانیت کے بنیادی عقیدے کا تقاضا ہے۔ کیونکہ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو ''نبی'' سمجھتے ہیں اور نبی کا منکر مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جب قادیانی مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان نہیں سمجھتے، مسلمان کو کافر کہنے والا بھی کسی صورت میں مسلمان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس اختلاف کے باعث قادیانیت اور اسلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نہ قادیانی کو مسلمانوں سے کوئی مجلسی تعلق ہوسکتا ہے۔ نہ مسلمانوں کے کسی ادارے میں قادیانی کو رہنا چاہیے اور خلیفہ قادیان تو پاکستان کی مذمت کر کے مسلم لیگ سے بے تعلقی کا اظہار کر چکے ہیں اور اپنے مریدوں کو بھی اس مجلس سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دے چکے ہیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ کو تو خاص طور پر قادیانیت سے قطع موالات کا اظہار کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اس کے تغافل نے ان غلط فہمیوں کا دائرہ خود ہی وسیع کر دیا ہے، جو مسلم لیگ کے مخالفین پھیلا رہے تھے۔ اس فرض ناشناسی سے مسلم لیگ کے وقار و اقتدار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ صحیح الخیال مسلمان مضطرب ہوئے بغیر نہ رہیں گے اور اس اضطراب کا اثر یقیناً ناگوار ہوگا۔ مقامِ حیرت ہے کہ جب مسلم لیگ محض فرعی و جزوی اختلاف کے باعث مسلمان خاکساروں سے قطع تعلق کا اعلان کر سکتی ہے تو غیر مسلم قادیانیوں کے متعلق کیوں خاموش ہے۔ شاید اس نے مسئلے کی نزاکت کا اندازہ نہیں لگایا۔ قائداعظم کا فرض ہے کہ قادیانیت کے متعلق مسلم لیگ کی پوزیشن واضح کریں ورنہ اس افسوس ناک 'رواداری' کے نتائج بہت زیادہ افسوسناک ہوں گے۔''[1]

مسلم لیگ تو یہ کام نہ کرسکی۔ بے شک ہر کام کے لیے قدرت کی طرف سے وقت مقرر ہوتا ہے۔ اس طرح اس کام کی سعادت بھی روزِ اوّل سے کسی خوش نصیب کے مقدر میں لکھ دی جاتی ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے لیے ۱۹۷۴ء کا سال مقدر تھا اور اس کام کی سعادت بھی مولانا بدایونی ہی کے ایک تربیت یافتہ باصلاحیت، محنتی اور فعال جواں سال اسکالر

[1] کاروانِ احرار، جلد ششم (مرتب) جانباز مرزا۔ مکتبہ تبصرہ، لاہور۔ ص ۲۸۷ اور ۲۸۸

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (یکم اپریل ۱۹۲۶ء - ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء) کے حصے میں آئی جب ان کی تحریک پر ۶ر ستمبر ۱۹۷۴ء میں (جولائی ۱۹۴۴ء کے ۳۰ سال ۲ ماہ بعد) پاکستان کی قومی اسمبلی نے منکرینِ ختم نبوت کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کردیا جو ہماری مذہبی سیاسی تحریک کا بلاریب ایک روشن باب ہے، جس کی تفصیل محمد احمد ترازی صاحب کی تالیف ''تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ'' (طبع کراچی، ۲۰۰۸ء) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۱۹۵۳ء میں تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت میں آپ نے بڑا نمایاں حصّہ لیا، اس تحریک کے وہ ایک اہم رہنما تھے۔ آپ ختمِ نبوت کے مسئلہ پر کسی قسم کی مصالحت یا رعایت کے حق میں نہیں تھے اور اپنی تقاریر میں بار بار ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو سرکاری طور پر کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ تحریک کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کرلیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں مولانا ابو الحسنات قادری کے ساتھ نظر بند رہے، ان کی مدبرانہ فراست نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

مولانا بدایونی بحیثیت ادیب، شاعر و مصنّف

مولانا بدایونی جہاں ایک شعلہ بیان مقرر تھے وہاں وہ ایک بہترین مصنف، نعت گو شاعر اور ادیب بھی تھے۔ ان کی مشہور تصانیف میں نظامِ عمل[1]، بالشویزم اور اسلام، مرقع کانگریس، خطبۂ صدارت پاکستان کانفرنس ۱۹۴۱ء بمقام لدھیانہ، تاثرات چین، تاثرات روس، ممالکِ عربیہ اور ایران کا سفرنامہ، فلسفۂ عباداتِ اسلامی اور کتاب و سنت غیروں کی نظر میں شامل ہیں۔ آخرالذکر دونوں کتب آپ کے حبسیۂ ایام کی یادگار ہیں جیسا کہ اس جانب اشارہ کرتے ہوئے مولانا خود ہی فرماتے ہیں:

''اگرچہ جیل کی پابندیوں میں کتاب کا ذخیرہ و مواد مشکل تھا مگر پھر بھی اللہ کا نام

---

[1] یہ کتاب شائع ہوئی تو علامہ محمد اقبال نے اپنے ایک مراسلۂ مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۳۶ء میں مولانا بدایونی کے نام لکھا:

''آپ کی کتاب ''نظامِ عمل'' میں نے دیکھی۔ اس زمانہ میں جب کہ احکامِ دین سے بے خبری عام ہوگئی ہے، آپ کی کتاب عام مسلمانوں کے لیے ہدایت کا مرقع ثابت ہوگی۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔'' (کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) مرتبہ سید مظفر حسین برنی۔ اردو اکادمی دہلی ۱۹۹۸ء، ص ۴۰۶)